بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنبیہ اشرفی بر تسہیل تعبیر اشرفی

عقیدت کا غلو اگر طامات ڈھاتا ہے تو

عقیدت سے خلو بھی غضب ڈھاتا ہے!

أما بعد الحمد و الصلاة، فقد قال اللہ تعالیٰ: ﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ [المائدۃ: ۱۳]

و قال تعالیٰ: ﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ﴾ [ص: ۸۶]

و قال تعالیٰ: ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَیْرِ هُدًی مِّنَ اللّٰهِ﴾ [القصص: ۵۰]

و قال تعالیٰ: ﴿اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ [النجم: ۲۸] **و قال تعالیٰ:** ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ۳۶].

و قال رسول اللہ ﷺ: ''من قال فی القرآن بر أیه فأصاب فقد أخطأ''. (مشکاۃ عن الترمذی و أبی داؤد)

و قال رسول اللہ ﷺ: ''یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین'' و إنتحال المبطلین و تأویل الجاهلین.

(رواہ البیهقی فی ''کتاب المدخل'' مرسلا، کذا فی المشکاۃ)

ان آیات و احادیث سے چند اُمور مستفاد ہوئے:

نمبر۱۔ جس طرح نصوص کی تحریف لفظی یعنی تبدیل کلمات مذموم ہے، اسی طرح تحریف معنوی یعنی غیر محملِ صحیح پر محمول کرنا اور معنیٔ غیر واقعی سے تفسیر کرنا بھی مذموم ہے۔

نمبر۲۔ غیر ثابت کو تکلف سے ثابت کرنا بھی مذموم ہے۔

نمبر۳۔ بغیر دلیل شرعی کے محض اپنے خیالات کا تابع ہونا مذموم ہے، اِسی دلیل شرعی کے یہ القاب ہیں: ''ہدیٰ''، ''علم'' اور اُن خیالات کے یہ القاب ہیں: ''ہویٰ''، ''ظن''۔

نمبر۴۔ نصوص کی تفسیر بالرائے مذموم ہے۔

نمبر۵۔ دین میں — کہ اعظم اس میں قرآن ہے — غلو کرنا یعنی حدود سے تجاوز کرنا — جس میں حدودِ تفسیر سے تجاوز کرنا بھی آ گیا — تحریف ہے۔ اور قولِ باطل کا اختیار کرنا — جس میں تفسیر غیر صحیح بھی آ گئی — إنتحال یعنی اِدعائے کاذب ہے۔ اور جہل سے کوئی بات کہنا — کہ بدون دلیل شرعی کے تفسیر کرنا بھی اس میں آ گیا — تاویل باطل ہے۔

نمبر۶۔ جو لوگ ایسا کریں وہ محرفین و متکلفین اور اَہل ہوی و اَہل ظنونِ فاسدہ و اَہل غلو و مدعی کاذب و مخترع و جاہل ہیں۔

نمبر۷۔ سلف کے بعد خلف میں جس طرح محرفین و مدعین ظاہر ہوتے رہیں گے اسی طرح ان ہی میں ایسے خادمانِ علم بھی ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے جو اَیسی تحریفات و دعاوی کاذبہ و تاویلاتِ جاہلانہ کا رد کرتے رہیں گے؛ چناں چہ سب زمانوں میں دونوں سلسلے جاری رہے جو کہ مخفی نہیں؛ حتیٰ کہ اسی سلسلہ میں ہمارے وقت میں بھی دونوں جماعتیں موجود ہیں، محرفین حقائق کی بھی اور معرفین حقائق کی بھی۔

پھر ان محرفینِ حقائق میں دو جماعتیں ہیں:

ایک وہ جو اَپنی جماعت جدا بنائے ہوئے ہیں اور اُن کا جدا ہونا سب کو معلوم ہے۔ دوسرے وہ جو اپنے کو اَہل حق کی جماعت میں داخل کہتے ہیں اور دوسروں کی نظر میں بھی وہ اَہل حق کے آحاد ہیں، یہ جماعت سخت خطرناک ہے؛ کیوں کہ ان کا باطل حق سے ممتاز نہیں ہوتا؛ اس لیے عوام تو عوام بعض خواص بھی ان کے باطل سے متاثر ہوجاتے ہیں؛ چناں چہ اس وقت ایسی ہی ایک جماعت اپنے کو ہمارے اَکابر کی طرف منسوب کرتی ہے اور اپنے آرائے مخترعہ اور اَہوائے مبتدعہ سے نصوص میں خصوص قرآن مجید میں تصرفات کرکے بزعمِ خود دِین کی خدمت کررہی ہے۔

دوستئ بے خِرد چوں دُشمنی ست
حق تعالیٰ زِیں چنیں خدمت غنی ست

(ماخوذ از پیش لفظ ''التقصیر فی التفسیر''، حضرت مولانا تھانویؒ: صفحہ ۳۔ البشریٰ)

اِس سلسلہ میں حکیم اُمت، مجدد ملّت، حامی سنّت، ماحی بدعت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے متعدد رَسائل، مضامین اور ملفوظات موجود ہیں۔

برِّصغیر میں جب اہل زیغ کے ترجمہ وتفسیر قرآن کا سلسلہ شروع ہوا جس سے جمہور مفسرین اہل سنت وجماعت کے نہج سے فکر ونظر میں اِنحراف کی راہ پیدا ہوگئی؛ چناں چہ ان ''آزاد مفسرین'' کی پھیلائی ہوئی ''تحقیقات'' درحقیقت ''تشکیکات'' سے مرعوبیت کا اَثر ماضی قریب کی تفسیروں میں بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر کچھ نہ کچھ آہی چکا ہے؛ چناں چہ اس کے نمونے ماضی اور حال کے مفسرین کی اُردو تفسیروں میں بھی بہ کثرت پائے جاتے ہیں، جن میں اعتدالِ فکر ونظر کی آڑ میں اعتزالِ فکر ونظر کی دعوت ملتی ہے جو نیچریت ونیم نیچریت اور خارجیت جدیدہ کا پیدا کردہ اِس وقت کا عالمی فتنہ ہے، أعاذنا اللہ تعالیٰ منہا۔

بفضلہ تعالیٰ حضراتِ اَہل حق، اہل سنت مفسرین ومحدثین، فقہائے دین، علمائے متین کے مستند ومعتمد اور محقق ومعتبر تراجم وتفاسیر فصیح وبلیغ اور صحیح وسلیس اُردو زبان میں موجود ودستیاب ہیں، مثلاً: حضراتِ شاہانِ دہلیؒ (شاہ رفیع الدین دہلویؒ وشاہ عبدالقادر دہلویؒ) حضرت مولانا فتح محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمد حسن دیوبندیؒ وشیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، جامع کمالاتِ علمیہ وعملیہ حضرت مولانا حبیب احمد کیرانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ اور سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلندشہریؒ وغیرہم (اور دہلوی اُردو زبان ومحاورہ میں لکھی ہوئی تفسیر ''موضح قرآن'' اور دیوبندی زبان ومحاورہ میں لکھی ہوئی تفسیر ''موضح الفرقان'' کے بعد) اَب برصغیر کی مروجہ اُردو زبان میں محقق العصر موفق للخیر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ ودامت برکاتہ کی ''توضیح القرآن'' (آسان ترجمۂ قرآن) بھی آچکی ہے، جس کے بارے میں بلاخوف لومۃ لائم کہا جاسکتا ہے کہ ''اِس وقت اُردو زبان میں یہ سب سے اچھا اور مطلب خیز ترجمہ ہے''۔!

ع یہ رُتبۂ بلند ملا، جس کو مل گیا

لیکن سہولت پسندی، تجدد، اعتزال و نیچریت اور خارجیت جدیدہ کا اثر یہ ہو رہا ہے کہ مذکورہ حضرات اہل حق مترجمین ومفسرین کے تراجم وتفاسیر کی ناقدری کی جا رہی ہے، ان سے بے اعتنائی برتی جا رہی ہے اور حد یہ ہوگئی ہے کہ مرکزی مدارس کے طلباء اور نئے نئے فارغین اہل زیغ، متجد دین، مشککین کی تشکیکات کا شکار ہو رہے ہیں اور ان کے وہ اساتذۂ تفسیر وحدیث انھیں سند اعتبار اعتماد دے رہے ہیں، جنھیں خود اُردو زبان وقلم پر ایسی دسترس اور قدرت بھی حاصل نہیں ہے جو اکابر اہل حق کی زبان و بیان کی صحیح ترجمانی اور تشریح وتسہیل کر سکیں۔

عجیب حال تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

ہمارے مسلم معاشرہ سے دینی روح تو بہت پہلے ہی نکل چکی تھی، اب شاید دینی مدارس سے علم کی حقیقت بھی رُخصت ہو رہی ہے، ''لایبقی الإسلام إلا رسمۂ''، ''والعلم سیقبض'' (بقبض العلماء) ''إتخذالناس رؤساً جهالاً، فأفتوا بغير علم، فضلّوا وأضلّوا''، ''إذا وسّدالأمر إلیٰ غیر أهله فانتظر الساعة''، ''إنما الناس كالإبل المأة، لاتكاد تجد فيها راحلةً''، ''وكثرة الجهل وریاسة الأراذل'' کے مظاہر عام طور پر مُشاہد ہیں، عیاں را چہ بیاں!

آج صبح دیوبند کے ایک موقر استاذ الاساتذہ کے فارغ التحصیل صاحبزادہ کی زبان سے انتہائی بے علمی، بے فہمی اور بے ذوقی کا یہ جملہ سُن کر نہایت افسوس اور تاثر ہوا، وہ کہنے لگے کہ ''حضرت تھانویؒ کی تفسیر ''بیان القرآن'' کو آج کل کون سمجھتا ہے، طلباء تو طلباء بڑے بڑے علماء بھی نہیں سمجھ سکتے !!''

احقر نے اُن کے برخوردار سے کہا کہ ''بیان القرآن حضرت تھانویؒ نے اہل فہم وذوق طالبانِ علم دین کے لیے لکھی تھی، وہی اس کو پہلے بھی سمجھتے تھے اور فہم وذوق رکھنے والے ہی طلبا واَساتذہ اس کو اَب بھی حل کر سکتے ہیں اور سمجھ سمجھا سکتے ہیں۔!!

دراَصل حضرت حکیم الامتؒ کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل خاص اور اُس کی توفیق خیر سے شریف ومتدین والدین کی تربیت اور جامع معقول ومنقول جید الاستعداد اَساتذہ ومعلمین کی تعلیم سے؛ نیز اُنھیں جن بزرگوں کی خدمت کا شرف حاصل ہوا اُن کی صحبت و اصلاح کی برکت ونسبت سے جو خداداد سلیم فہم، صحیح ذوق، معتدل مزاج اور حسن طبیعت عطا ہوئی تھی وہ اِس وقت بڑے بڑے مراکز میں بھی ہر کس وناکس کو میسر اور حاصل ہی نہیں ہے، إلّا ماشاء اللہ و ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

بفیض پرتوِ امدادِ حق، ہر فن میں کامل تھا
نہ کیوں ہوتا کہ آخر دیدۂ یعقوب کا تل تھا

تو شاگردِ رشید ایسا کہ استادِ زماں نکلا
زمینِ ہند کا ذرہ چراغِ آسماں نکلا

تسہیل کی آڑ میں اصل وقدیم کی اضاعت اور نقل وجدید کی اشاعت:

ظاہر ہے کہ اصل وقدیم چیز اصل وقدیم ہی ہوتی ہے اور نقل وجدید چیز نقل وجدید، پہلے تو دیوبند میں دارالعلوم کی قدیم تاریخ کے بجائے دارالعلوم کی جدید تاریخ سازی کرائی گئی، جس طرح اس سے پہلے مظاہر حق قدیم کے بجائے مظاہر حق جدید، عین الہدایہ قدیم کے بجائے عین الہدایہ جدید، غایۃ الاوطار قدیم کے بجائے غایۃ الاوطار جدید تیار کرائی گئی تھی۔

سنا ہے کہ ''مسلک علمائے دیوبند'' کی ''اوور ہائلنگ'' بھی تجویز ہو چکی ہے، فتاویٰ رشیدیہ بھی دارالافتاء دیوبند کے طلبائے مشق افتاء کے لیے تختۂ مشق بنایا جا چکا ہے، اَبھی حال ہی میں ایک مجتہد العصر فاضل دارالعلوم دیوبند امداد الفتاویٰ کو بھی اَپنے اجتہادات کا تختۂ مشق بنانے کی جسارت کر چکے ہیں اور اَب ان کے استاد نے اصل ''بیان القرآن'' قدیم کے بجائے ''بیان القرآن'' جدید (آسان بیان القرآن) کی طباعت واشاعت کے لیے اس کا صرف ٹائٹل محض نمائش یا پیشگی آرڈر بک کرانے کے لیے دیدیا ہے اور یہ کام ایک ایسے نام نہاد قاسمی کے قلم سے جو درحقیقت سرسید احمد خان، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور سید ابوالاعلیٰ مودودی، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی فکر ونظر کو خلط ملط کر کے پیش کرنے کا عادی رہا ہے؛ مگر اس کام میں خلط وتلبیس یہ کی جارہی ہے کہ اس تسہیل نگاری (یا سہل اَنگاری؟) کا پشت پناہ دارالعلوم (رجسٹرڈ) دیوبند کے ایک استاذ الاساتذہ کو بنا دیا گیا ہے؛ اَب اِس گندم نمائی اور جَو فروشی کو کیا کہا جائے، یہ تو صرف اور صرف پیشہ ور تاجروں کا شیوہ رہا ہے، اصحابِ علم وفہم وذوق کا نہیں ؎

ہر بوالہوس کو دعوئ تسہیل، الاماں!

''اَب آبروئے شیوۂ اَہل نظر گئی''

کہیں ایسا نہ ہو کہ اصل تفسیر بیان القرآن کی تسہیل وتیسیر کسی سرسیدی الفکر اور مودودی النظر کے ذریعہ ایسی نہ ہو جائے جیسی ایک گنوار بڑھیا نے شاہی باز کی اصلاح کے خیال سے اس کی پوری گت ہی بنا دی تھی۔ اور کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ''آسان ترجمۂ قرآن'' کی منجانب اللہ ہر دلعزیزی، محبوبیت اور مقبولیت کو دیکھ کر ''بعض تاجر کتب'' کو یہ فکر لاحق ہو گئی ہو کہ اس کا ''متبادل''، ہی نہیں ''نعم البدل'' بلا تاخیر بازار میں لایا جائے، اس کے لیے انھوں نے ''آسان بیان القرآن'' کی طباعت واشاعت سے پہلے ہی اس کا ٹائٹل واٹس ایپ پر دیدیا ہو؟ واللہ تعالیٰ أعلم بحقیقۃ الحال۔!

تکلف برطرف مجھے کہنے دیجیے کہ تفسیر بیان القرآن اشرفی اردو زبان وبیان کا بہترین اور نادر ترین نمونہ ہے اور الہامی تفسیر ہے، (دیکھیے: افاضاتِ یومیہ، از حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ) اس کی تسہیل وتیسیر کرنا ہر کس وناکس کے بس کی بات ہی نہیں ہے، خصوصاً ایسے حضرات کے جو محض ''کتب بینی'' کے قائل ہوں، ''قطب بینی'' کے قائل ہی نہ ہوں۔!

اس سلسلہ میں پہلی ہی مثال دیکھ لیجیے کہ ''آسان بیان القرآن'' کا جو ٹائٹل دیوبند سے شائع ہوا ہے اُس کی پیشانی پر یہ آیت شریفہ مرقوم ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾

اس کا ترجمہ یہ لکھا گیا ہے:

''پھر بلاشبہ ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول کر بتانا''۔

حالاں کہ اصل ''بیان القرآن'' میں جو ترجمہ کیا گیا ہے:

''پھر اس کا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے''۔

کیا یہ ترجمہ اتنا دقیق، پیچیدہ اور مشکل ہے کہ اس کو بڑے بڑے علماء بھی سمجھ نہیں سکتے تھے۔ ان دونوں ترجموں کے درمیان جو فرق ہے وہ زبان و بیان کا فہم و ذوق اور سلیقہ رکھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں اور محسوس کر سکتے ہیں، اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ؎

نہیں کھیل اے داغؔ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اُردو زباں آتے آتے

یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ: ''کہاں راجہ بھوج اور کہاں بُھجوا تیلی''

مگر اس وقت زبان و بیان کے فہم و ذوق کے انحطاط و زوال کی صورتِ حال کی شکایت کیا کی جائے اور کس سے کی جائے؟ کسی..... کے محض دلی میں فروکش ہوجانے اور کسی..... کے صرف دیوبند میں مقیم ہوجانے سے اس کی وطنی اور مادری زبان پورے طور سے تبدیل نہیں ہوجاتی۔!

اس سلسلہ میں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے اکابرِ برّصغیر نے دینی مدارِس کی بنیاد نیچریوں کی نیچریت روکنے کے لیے رکھی تھی؛ تا کہ یہ بد دین و بے دین طبقہ عامۃ المسلمین کو مزید فاسد اور خراب نہ کر سکے؛ مگر بعد کے دور میں ان نیچریوں نے چالاکی اور شاطرانہ حرکت یہ کی کہ دینی مدارِس ہی کی اصلاح شروع کردی، اس کے لیے انھوں نے پہلا حملہ ''نصابِ تعلیم کی تسہیل'' کے عنوان سے شروع کیا تھا؛ مگر جب اس سے بھی ان کا ہدف پورا نہیں ہوا تو ''اصلاحِ علماء'' کے لیے ''ورکشاپ'' تشکیل دیے اور یہ ''نیچریت و نیم نیچریت کی وبا'' محض دہلی، علی گڈھ اور لکھنؤ تک محصور نہیں رہی، اس نے دیوبند، سہارن پور اور مظفرنگر کو بھی اَپنی لپیٹ میں لے لیا اور یہاں کی خالص دینی فکر کو مخلوط اور یکسو علمی مزاج کو پراگندہ اور سادہ عملی ذوق کو متلون اور مسموم و مجروح؛ نیز بری طرح متاثر کر کے رکھ دیا ہے؛ چناں چہ اَب مرکزی مدارِس کے صرف طلبا و اَساتذہ ہی نہیں بعض شیوخ حدیث و تفسیر؛ بل کہ اصحابِ اہتمام و انتظام اور اربابِ حل و عقد بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اسی اعتزال و اِعوجاج اور اہلِ زیغ کے دجل و فریب کی زد میں آچکے ہیں، فالإ شتکاء إلی اللّٰہ تعالیٰ!

ادھر ایک عرصہ سے عالمی طور پر تجدید دین ماڈرن اسلام کی تشکیل ہورہی ہے، جس میں کفریہ شرکیہ، یہودیت و نصرانیت، الحاد و زندقہ وغیرہ وغیرہ امور کی کافی گنجائش ہے ؎

نئی تہذیب میں دقت تو کچھ زیادہ نہیں ہوتی مذاہب قائم رہتے ہیں، فقط ایمان جاتا ہے

اور تجدید مذہب کے لیے سنیت، شیعیت، نیچریت، نیم نیچریت، بدعت اور خواہشاتِ نفس کے مطابق کرنے کی دعوت و تبلیغ کی جارہی ہے، اسی طرح تجدید مسلک حنفی کے لیے عدول عن المسلک المعین، تلفیق بین المذاہب، تتبع رُخص وغیرہ کی فکر و کوشش موجودہ بریلویوں، دیوبندیوں اور بنارسیوں کی طرف سے بھی جاری ہے۔

چناں چہ موجودہ دیوبندیوں کے ایک بڑے مولانا صاحب نے حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ قدس سرہٗ کی اس ہدایت **''میرے جو اَلفاظ ہیں وہ اِلقاء ہوتے ہیں تو جو اَثر اُن الفاظ میں ہے وہ اُن کی تسہیل میں نہ ہوگا''**۔ [الافاضات الیومیہ] کو لائق اعتناء ہی نہیں سمجھا: نیز انھوں نے حضرت تھانویؒ قدس سرہٗ کے اصل ملفوظ کی تعبیر کو سمجھنے میں جو بزرگانہ خوش فہمی ظاہر فرمائی ہے وہ بھی قابل داد ہے کہ ''حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے اصل الفاظ میں جو برکت ہے وہ دوسرے کے الفاظ میں نہیں ہوسکتی''؛ حالاں کہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ

کا اصل ملفوظ یہ ہے کہ ''جو اَثر (میرے) ان الفاظ میں ہے وہ ان کی تسہیل میں نہیں ہوگا''۔ یہاں اس ''اثر'' سے محض ''برکت'' ہی نہیں؛ بل کہ ''اصل مفہوم و مرادِ مفسر'' بھی مراد ہے۔!

نیز اُن مولانا صاحب کے مفروضہ سوال و جواب پڑھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''بیان القرآن'' کو اَصل قرآن کون عقلمند سمجھتا ہے؟ اسی طرح ''جلالین'' کو بھی اصل قرآن کون کہتا ہے؟ اور تفسیر جلالین میں تو اصل قرآن مجید کا متن مکمل طور سے محفوظ رکھا گیا ہے، اس میں مفسر نے کوئی تصرف یا تغیر و تبدل نہیں کیا ہے، اور یہی بات دنیا کی بے شمار زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم میں بھی ملحوظ رکھی جاتی رہی ہے کہ اصل قرآن پاک کا متن محفوظ رکھ کر ترجمے کیے گئے ہیں، خدا جانے اس میں کون سے ''محظورِ شرعی'' کا ارتکاب ہے؟ جس کے لیے "الضرورات تبیح المحظورات" کا بے محل حوالہ دیدیا گیا ہے؟ بات صرف اور صرف یہ ہے کہ جب اصل ''بیان القرآن'' کے بجائے اس کی صرف تسہیل (آسان بیان القرآن) دیوبند سے طبع کر کے شائع کردی جائے گی تو ایسی صورت میں اصل تفسیر ''بیان القرآن'' محو اَور لوگوں کی نظروں سے غائب ہی ہوجائے گی، یہی دراَصل موجودہ ''دیوبند کے سب سے بڑے مولانا صاحب'' کے شاگرد اور ان کا قابل اعتراض کام قرار پائے گا کہ ان دونوں (شاگرد و اُستاد) نے اوریجنل ''بیان القرآن'' کے بجائے ڈوپلیکیٹ ''بیان القرآن'' تیار کرادیا؟ اس کام کو عرف عام میں کیا کہتے ہیں؟؟!!؛ نیز جب اتنے بڑے مولانا صاحب کے نزدیک بھی ''بیان القرآن'' کے بعض مقامات اتنے دقیق ہیں کہ ان کو بڑے علماء بھی سمجھ نہیں سکتے تو ایسی صورت میں اتنا دقیق اور مشکل کام دارالعلوم دیوبند کا ایک ایسا فاضل کیسے کرے گا جس نے حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے بحر علوم و معارِف کی نہ تو کافی طور پر غواصی کی ہے اور نہ حکیم الامت کے فکر و نظر سے ہی وہ بخوبی واقف ہے، جس کے لیے محض فہم ذاتی پر اعتماد کرتے ہوئے مطالعہ کافی نہیں، حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے نزدیک ''کتب بینی'' کے ساتھ ساتھ ''قطب بینی'' بھی لازم ضروری ہے ؎

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں آدمی، آدمی بناتے ہیں

اس موقع پر یہ فرق واضح کردینا لازم و ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر قرآن میں کسی مستند و مسلم مفسر کا مرادِ خداوندی بیان کرنا اور کسی غیر مستند و غیر مسلم کا کسی مستند و مسلّم مفسر کی معتمد و معتبر تفسیر کی تسہیل و تیسیر کرنا دونوں کے کام میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ان دونوں کو ایک کردینا کسی صاحب علم و فہم و ذوق کا کام ہی نہیں ہے۔!

اہل فکر و نظر کے نزدیک ''بیان القرآن''، تفسیر کی ایک ایسی کتاب ہے جس میں ''اہل زیغ'' کے تمام عقلی شبہات کا اہتمام کے ساتھ اُصولی رَد کیا گیا ہے، کسی اور تفسیر میں ایسا اہتمام اور اتنا استیعاب دستیاب نہیں ہے۔!

أللهم وفقنا لما تحب و ترضىٰ من القول و الفعل و النية و الهدىٰ إنک علی کل شئی قدیر (آمین)